

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1997 ایس یو پی پی 1 ایس سی آر

ڈی۔ این۔ وینکٹاراپا اور دیگر

بنام۔

ریاست کرناٹکا اور دیگران

9 جولائی 1997-

کے۔ راماسوامی اور ڈی۔ پی۔ وادھوا، جسٹسز

کرناٹک درجہ فہرست ذات اور درجہ فہرست قبیلے (بعض زمینوں کی منتقلی کی ممانعت) ایکٹ،

:1978

درج فہرست ذات۔ حکومت کی طرف سے زمین کی الاٹمنٹ۔ منتقلی پر پابندی۔ خلاف ورزی۔ اثر۔ درخواست کنندگان کی طرف سے اصل الاٹی سے خریدی گئی زمین۔ ایکٹ کے تحت کسی خاص مدت تک زمین کی منتقلی کی ممانعت۔ درخواست کنندگان کے خلاف ایکٹ کے تحت کارروائی۔ حکام کی طرف سے بیک وقت نتیجہ اخذ کرنا کہ درخواست کنندگان کے حق میں علیحدگی درخواست کنندگان کی طرف سے معاندانہ ملکیت کی عرضی کی خلاف ورزی تھی۔ عرضی درج ذیل عدالت عالیان کے سامنے نہیں اٹھائی گئی سوائے اس کے کہ زمینوں کی خریداری کے بعد وہ قبضے میں رہے اور زمینوں سے لطف اندوز ہوئے۔ درخواست کنندگان کو استدعا کرنے اور یہ ثابت کرنے کی ضرورت تھی کہ انہوں نے اس حق کو مسترد کیا جس کے تحت انہوں نے حق سے انکار کیا تھا۔ انہوں نے قبضہ کر لیا، حقیقی مالک کے علم میں کھلے اور معاندانہ ملکیت کا دعویٰ کرنے کی ضروری دشمنی کے ساتھ منفی قبضہ قائم کیا اور بعد میں انہیں بغیر کسی رکاوٹ کے، قبضے میں رہنے اور حقیقی مالک کے مفاد کے خلاف جائیداد سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی جب تک کہ مقررہ مدت کی میعاد ختم نہ ہو جائے۔ جیسا کہ درخواست کنندگان نے ایسا نہیں کیا ہے اس لیے ان کی منفی ملکیت کی درخواست ثابت نہیں ہوئی۔ یہ کہ متنازعہ فیصلے کے ساتھ کوئی مداخلت نہیں کی گئی۔

سکریری آف اسٹیٹ بنام دیپیندر لال خان، اے آئی آر (1934) پی سی 23؛ اسٹیٹ آف ویسٹ بنگال بنام ڈلہوزی انسٹی ٹیوٹ سوسائٹی، اے آئی آر (1970) ایس سی 1778؛ دانا پاراوپا کولی بنام گروپدپا کلپا پٹنا شیٹی، آئی ایل آر 1990 کرناٹک 610؛ کے ٹی۔ بچے گوڈا بنام ڈپٹی کمشنر، آئی ایل آر (1994) کے اے آر۔ 1839 (ایس سی) اور آر چند یویرپا اور دیگر بنام ریاست کرناٹک اور دیگر

(1995) 7 جے ٹی 93 ایس سی، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1997 کی دیوانی اپیل نمبر 4616۔

1996 کے ڈبلیو اے نمبر 7354 میں کرناٹک عدالت عالیہ کے مورخہ 21.2.97 کے فیصلے اور

حکم سے۔

نزیش کوشک، وی۔ بھادیپا، (شکر دیوتے)۔ محترمہ للیتا کوشک کے لیے، اپیل گزاروں کے

لیے

جواب دہندگان کے لیے ای۔سی۔ ودیساگر (این پی)۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

اجازت دی گئی۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل کرناٹک عدالت عالیہ کے ڈویژن پنچ کے فیصلے سے پیدا ہوتی

ہے، جو 21 فروری 1997 کو تحریری اپیل نمبر۔ 7354/96 میں دی گئی تھی۔

درخواست کنندگان نے تسلیم کیا کہ اصل الاٹیز سے 1962-63 اور 1963-64 سالوں میں

جائیداد خریدی تھی۔ حکومت نے ان زمینوں کو ساگوولی چٹ کے مطابق الاٹ کیا ہے جس میں زمین کو الگ

کرنے کی ممانعت ہے۔ اس کے بعد، کرناٹک درجہ فہرست ذات اور درجہ فہرست قبیلہ (بعض زمینوں کی منتقلی

کی ممانعت) ایکٹ، 1978 نافذ کیا گیا جس میں کسی خاص مدت تک علیحدگی کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیا

گیا۔ درخواست کنندگان کے خلاف مذکورہ ایکٹ کے تحت بے دخلی کے لیے کارروائی شروع کی گئی۔ تمام حکام

نے بیک وقت فیصلہ دیا ہے کہ درخواست کنندگان کے حق میں منتقلی مذکورہ بالا قواعد اور مذکورہ ایکٹ کی خلاف

ورزی تھی اور اس لیے فروخت کا عدم ہے۔ جب یہ مقدمہ اس عدالت کے سامنے آیا تو اس عدالت نے

ایکٹ کی آئینی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے حکام کو درخواست کنندگان کی طرف سے اٹھائے گئے معاندانہ

ملکیت کے سوال پر جانے کی ہدایت کی۔ فاضل واحد جج نے درخواست کنندگان کے معاندانہ ملکیت پر

استدعاوں کو نکال لیا ہے۔ اس میں، عدالت عالیہ نے نشاندہی کی تھی کہ معاندانہ ملکیت کی کوئی واضح

درخواست نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ ان کی بنائی ہوئی زمینوں کی خریداری کے بعد، وہ زمینوں

کے قبضے میں رہے اور ان سے لطف اندوز ہوئے۔ جس چیز کی استدعا اور ثابت کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ

ہے کہ خریدار نے اپنے ملکیت سے انکار کیا جس کے تحت وہ قبضے میں آیا تھا، حقیقی مالک کے علم پر کھلے اور

دشمنانہ ملکیت کا دعویٰ کرنے کی ضروری دشمنی کے ساتھ منفی قبضہ قائم کیا اور بعد میں سابق کو بغیر کسی اجازت یا

رکاوٹ کے اجازت دی کہ وہ مقررہ مدت کی میعاد ختم ہونے تک حقیقی مالک کے مفاد کے خلاف جائیداد کے قبضے میں رہے اور اس سے لطف اندوز ہو۔ منفی قبضے کی معیاری ضرورت یہ ہے کہ یہ این ای سی وی آئی، کلیم، آٹو پریکار یو ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں پورے مقدمے کے قانون پر غور کرنے کے بعد، فاضل واحد جج نے اس طرح فیصلہ دیا ہے:

"درخواست کنندگان کی طرف سے یہ دلیل کہ انہوں نے منفی قبضے کے ذریعے زیر بحث زمینوں کے سلسلے میں اپنے حق کو مکمل کر لیا ہے، دو لحاظ سے ناکام ہونا چاہیے۔ سب سے پہلے، اہم حقائق، جو منفی قبضے کا حامل ہیں، کی استدعا نہیں کی گئی ہے۔ میرے خیال میں، اوپر نکالی گئی استدعا، معاندانہ ملکیت کے ذریعے حق کا دعویٰ کرنے کے لیے ضروری اہم حقائق نہیں بنائے گی۔ درخواست کنندگان کی طرف سے اپنی استدعاوں میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ درخواست کنندگان نے کسی بھی وقت اپنے ملکیت کا دعویٰ یا دعویٰ اصل گرانٹی یا ان کے بیچنے والے کے ملکیت کے خلاف یا اس کے خلاف کیا۔ میرے خیال میں، اصلی مالک کے حقوق کے خلاف قبضے میں رہنے کی دشمنی کے بغیر محض بلا تعطل اور مسلسل قبضہ قانونی طور پر منفی قبضہ نہیں ہوگا۔"

فیصلے کے پیرا گراف 7 میں سری نارائن راؤ کے ذریعے بھروسہ کیے گئے لکشمی ریڈی (سپرا) کے معاملے میں، عدالت عظمیٰ نے سکریٹری آف اسٹیٹ برائے بھارت بمقابلہ دیپندر لال خان، اے آئی آر (1934) پی سی 23 میں پر یوی کونسل کے فیصلے کے بعد مشاہدہ کیا ہے کہ معاندانہ ملکیت کی عام معیاری ضرورت یہ ہے کہ یہ این ای سی وی آئی، کلیم این ای سی پریکار یو ہونا چاہیے اور مطلوبہ قبضہ تسلسل، تشہیر اور حد تک کافی ہونا چاہیے تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ یہ قبضہ حریف کے خلاف ہے۔

اسٹیٹ آف ویسٹ بنگال بمقابلہ ڈلہوزی انسٹی ٹیوٹ سوسائٹی، اے آئی آر (1970) ایس سی 1778 کے معاملے میں، عدالت عظمیٰ نے ریکارڈ پر موجود مواد کی بنیاد پر، جس کا حوالہ عدالت عالیہ نے دیا تھا، یہ نظر یہ اختیار کیا کہ مذکورہ معاملے میں مدعا علیہ نے منفی قبضے سے زیر بحث جگہ پر اپنا حق قائم کیا تھا۔ مزید یہ کہ مذکورہ فیصلہ اس بنیاد پر آگے بڑھتا ہے کہ حکومت کی طرف سے دی گئی عطیہ قانون میں غلطی تھی۔ موجودہ معاملے میں یہ پوزیشن نہیں ہے۔ زیر بحث علیحدگی منتقلی کا عدم تھی۔ درخواست کنندگان نے فروخت کے معاہدوں کی وجہ سے زیر بحث زمینوں پر قبضہ کر لیا جو صرف قانون میں کا عدم ہیں۔ لہذا، وہ مشتق لقب کی وجہ سے قبضے میں آگئے ہیں جیسا کہ چند یورپا (سپرا) کے معاملے میں عدالت عظمیٰ نے مشاہدہ کیا ہے۔ مزید برآں، شینیش چندر (سپرا) کے معاملے میں، عدالت عظمیٰ کی طرف سے فیصلے کے پیرا گراف 8 میں کیے گئے مشاہدے پر سری نارائن راؤ نے اپنی اس دلیل کی حمایت میں انحصار کیا کہ منفی قبضے کے ذریعے ملکیت کا دعویٰ

کرنے کے لیے قانون کی واحد ضرورت یہ ہے کہ قبضہ کھلا ہونا چاہیے اور اسے چھپانے کی کسی کوشش کے بغیر ہونا چاہیے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ پوزیشن سیشن اتنا موثر ہوتا کہ اسے مالک کے مخصوص علم تک پہنچایا جاسکے، میرا خیال ہے کہ مذکورہ مشاہدے کو فیصلے کے پیرا گراف 7 میں کیے گئے مشاہدے کے حوالے سے سمجھا جانا چاہیے۔ فیصلے کے پیرا گراف 7 میں عدالت عظمیٰ نے اس طرح مشاہدہ کیا ہے:

"..... 7 مثال کے طور پر، سب سے اہم حقائق میں سے ایک جو واضح طور پر معاندانہ ملکیت ثابت ہوا وہ یہ تھا کہ مدعی نے زمین کو کاشتکاری کے مقاصد کے لیے چھوڑ دیا تھا اور مدعا علیہ کی طرف سے کسی احتجاج کے بغیر وقتاً فوقتاً اسے خود استعمال کیا تھا۔ 45 سال کی مدت کے دوران، بلدیہ کی طرف سے مدعی کو یہ اچھی طرح جانتے ہوئے بے دخل کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی کہ وہ زمین کے سلسلے میں بلدیہ کے خلاف معاندانہ حق کا دعویٰ کر رہا ہے۔"

مزید برآں، اس عدالت نے، دانا پار یو پا کو لی بمقابلہ گرو پدیا کلپا پٹنا شیٹی، آئی ایل آر (1990) کرناٹک 610 کے معاملے میں، شنیش چندر کے معاملے (سپرا) میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے، جس پر سری نارائن راؤ نے معاندانہ ملکیت کی درخواست کی حمایت میں بھروسہ کیا تھا، مشاہدہ کیا ہے کہ اصل اور مسلسل قبضے کے علاوہ جو منفی قبضے کے دیگر اجزاء میں شامل ہیں، اس شخص کی طرف سے ضروری دشمنی ہونی چاہیے جو معاندانہ ملکیت سے اپنے لقب کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مذکورہ فیصلے میں کیے گئے مشاہدات اس طرح ہیں:

5. "حقیقی اور مسلسل قبضے کے علاوہ جو معاندانہ ملکیت کے دیگر اجزاء میں سے ہیں، اس شخص کی طرف سے ضروری دشمنی ہونی چاہیے جو منفی قبضے سے اپنے ملکیت کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ایک شخص جو مخلصانہ عقیدے کے تحت یہ سوچتا ہے کہ جائیداد اس کی ہے اور اس طرح اس کا قبضہ رہا ہے، اس طرح کا قبضہ بالکل بھی منفی پوزیشن نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں منفی قبضے کے ذریعے ملکیت کو مکمل کرنے کے لیے ضروری دشمنی کا فقدان ہے۔"

لہذا، یہ واضح ہے کہ معاندانہ ملکیت کا دعویٰ کرنے کے لیے اہم اجزاء میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص معاندانہ ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے اس نے حقیقی مالک کے لقب کے خلاف لقب قائم کیا ہوگا۔ لہذا، میرا خیال ہے کہ درخواست کنندگان کی طرف سے قائم کردہ منفی قبضے کی درخواست کی حمایت میں سری نارائن راؤ کے ذریعے کیے گئے کسی بھی فیصلے سے درخواست کنندگان کو کوئی مدد نہیں ملتی ہے۔

مزید برآں، تسلیم شدہ طور پر، درخواست کنندگان کے ذریعے قائم کردہ منفی قبضے کے دعوے کے حوالے

سے پہلے درخواست گزار کے ثبوت میں ایک سرگوشی بھی نہیں ہے۔ درخواست کنندگان کی طرف سے یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ زیر بحث زمینوں پر مسلسل اور بلا تعطل قبضے میں رہے ہیں۔ درخواست کنندگان کی طرف سے جو بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اصل عطیہ دہندگان کی طرف سے انجام دیے گئے فروخت کے معاہدوں کی وجہ سے زیر بحث زمینوں کے قبضے میں آئے تھے۔ عدالت عظمیٰ چند یورپا کے معاملے (سپرا) میں فیصلے کے پیرا گراف 11 میں اس طرح مشاہدہ کیا ہے:

11" اس کے بعد سوال یہ ہے کہ کیا اپیل کنندہ نے منفی قبضے سے اپنے ملکیت کو مکمل کیا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ دلیل اسٹنٹ کمشنر کے سامنے اٹھائی گئی تھی کہ اپیل کنندہ 1968 سے قبضے میں رہنے کے بعد، اس نے منفی قبضے سے اپنے ملکیت کو مکمل کیا۔ لیکن، منفی قبضے کو تشکیل دینے کے لیے اہم حقائق کی استدعا نہیں کی گئی ہے۔ تسلیم شدہ طور پر، اپیل کنندہ اصل گرانٹی سے مشتق عنوان کے ذریعے پوزیشن سیشن میں آیا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اصل گرانٹی کو زمین کو الگ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لہذا، اصل گرانٹی سے ملکیت کے رنگ کے تحت قبضے میں آنے کے بعد، اگر اپیل کنندہ ریاست کے خلاف منفی قبضے کی استدعا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو اسے اپنے لقب سے انکار کرنا چاہیے اور اپنی دشمنی کی استدعا کرنی چاہیے اور یہ کہ ریاست نے مقررہ مدت کے اندر اس پر کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ اس طرح، اپیل کنندہ کا قبضہ منفی ہو جائے گا۔ ایسا کوئی موقف نہیں لیا گیا اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ منصفانہ طور پر وکیل، اپنی تحقیق کے باوجود، اپیل کنندہ کی طرف سے لی گئی ایسی کسی بھی درخواست کو ہمارے نوٹس میں لانے سے قاصر ہے۔"

لہذا، اہم استدعاؤں کی عدم موجودگی میں، جو منفی قبضہ اور یہ ظاہر کرنے کے لیے ثبوت ہیں کہ درخواست کنندگان نے زیر بحث زمینوں پر مسلسل اور بلا تعطل قبضہ کر رکھا ہے، حق اور مفاد کا دعویٰ کرتے ہوئے زمینوں میں حق، حق اور مفاد کا دعویٰ کرتے ہیں جو اصل گرانٹی وصول کنندگان کے حق، حق اور مفاد کے خلاف ہے، درخواست گزار یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ انہوں نے منفی قبضے سے اپنے حق کو مکمل کیا ہے اور اس لیے یہ ایکٹ مانچے گوٹا (سپرز) کے معاملے میں عدالت عظمیٰ کی طرف سے مقرر کردہ قانون کے مطابق لاگو نہیں ہوتا ہے۔ چند یورپا (سپرز) کے کیس میں عدالت عظمیٰ کی طرف سے مقرر کردہ قانون موجودہ کیس کے حقائق پر مکمل طور پر لاگو ہوتا ہے۔ مذکورہ معاملے میں، اصل گرانٹی سے دی گئی زمین کے خریدار کے منفی قبضے کے دعوے پر غور کرتے ہوئے، عدالت عظمیٰ نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہ شخص، جو اصل گرانٹی سے ملکیت کے رنگ کے تحت قبضہ کرتا ہے اگر وہ ریاست کے خلاف منفی قبضے کا دعویٰ کرنا چاہتا ہے، تو اسے اپنے حق سے انکار کرنا چاہیے اور ریاست کے علم میں اپنے دشمنانہ دعوے کی استدعا کرنی چاہیے اور ریاست نے مقررہ مدت کے

اندر اس پر کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کرنا بھی متعلقہ ہے کہ ایکٹ کے دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ (3) میں کہا گیا ہے کہ جہاں کوئی دی گئی زمین اصل گرانٹی یا اس کے قانونی وارث کے علاوہ کسی اور شخص کے قبضے میں ہے، تب تک یہ فرض کیا جائے گا، جب تک کہ اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے، کہ اس شخص نے زمین کو منتقلی کے ذریعے حاصل کیا ہے، جو دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ (1) توضیحات کے تحت کالعدم ہے۔ چونکہ میں نے سری نارائن راؤ کی اس دلیل کو مسترد کر دیا ہے کہ اصل گرانٹی لینے والے درجہ فہرست ذات نہیں ہیں، اس لیے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زیر بحث زمینوں کو ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (بی) کے معنی میں زمین دی گئی ہے، اس لیے بوجہ درخواست کنندگان پر ہے، جنہوں نے تسلیم شدہ طور پر زیر بحث زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ انہوں نے منتقلی کے ذریعے زیر بحث زمینوں کا حق حاصل کر لیا ہے، جو ایکٹ کی دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ (21) توضیحات کے تحت کالعدم نہیں ہے۔ فوری معاملے میں، درخواست کنندگان مذکورہ بوجہ کو نبھانے میں ناکام رہے ہیں۔ اس بنیاد پر بھی درخواست ناکام ہونی چاہیے۔ دوسرا، اصل گرانٹ وصول کنندگان کے حق میں دی گئے عطیہ تسلیم شدہ طور پر مفت عطیہ ہیں۔ عطیہ پر حکمرانی کرنے والا قاعدہ زیر بحث زمینوں کو مستقل طور پر الگ کرنے سے منع کرتا ہے۔ زیر بحث اراضی درج فہرست ذات کے افراد کو ان کے سماجی پس منظر، غربت، ناخواندگی اور معاشرے کے متمول طبقے کی طرف سے استحصال کی وجہ سے ان کی موروثی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے دی گئی تھی۔ ان حالات میں، شرائط عائد کی گئیں کہ عطیہ لینے والے انہیں دی گئی زمینوں کو الگ نہ کریں، لینڈ ریویو کوڈ کی دفعہ 66 اے اور 66 بی ریاست کو گرانٹ کی شرائط کی خلاف ورزی پر زمین دوبارہ شروع کرنے کا اختیار دیتی ہیں۔ لہذا، اگر گرانٹس کی شرائط، جو شرائط کے ساتھ منسلک ہیں، اور ان افراد کے طبقے کو جن کو زمینیں دی گئی ہیں، کو مد نظر رکھا جاتا ہے اور ان پر غور کیا جاتا ہے، تو درخواست کنندگان کے فاضل وکیل کی اس دلیل کو قبول کرنا ممکن نہیں ہے کہ زمینوں کا حق مکمل طور پر عطیہ لینے والوں کو منتقل ہو گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ زمینوں کا حق ریاست میں برقرار رہا اور جو کچھ عطیہ دہندگان کو منتقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انہیں دی گئی زمینوں پر قبضہ برقرار رکھا جائے اور مستقل طور پر اس سے لطف اندوز ہوں بشرطیکہ وہ عطیہ کی شرائط کی خلاف ورزی نہ کریں۔ میرے اس نظریے کی تائید روڈرپا بمقابلہ خصوصی ڈپٹی کمشنر (تحریری اپیل نمبر۔ 1210/1987 کا فیصلہ 17.6.1996 پر کیا گیا) کے معاملے میں اس عدالت ڈویژن بیچ کے فیصلے سے ہوتی ہے، جس میں فیصلے کے پیرا گراف 3 میں، اس عدالت ڈویژن بیچ نے اسی طرح کی گرانٹ پر غور کرتے ہوئے یہ نظریہ اختیار کیا ہے کہ گرانٹی کو دی گئی زمین کے سلسلے میں مطلق حق نہیں دیا گیا تھا۔ پیرا گراف 8 کے فیصلے کا متعلقہ حصہ اس طرح پڑھتا ہے:

8. "گرانٹ کی شرائط سے یہ واضح ہے کہ عنوان میں اپیل کنندہ کا پیشرو، گرانٹی مخصوص مدت کے لیے زمین کو الگ نہیں کر سکتا تھا اور اگر زمین کو الگ کر دیا گیا تھا، تو حکومت کے لیے یہ کھلا تھا کہ وہ عطیہ کو منسوخ کرے اور زیر بحث زمین کو دوبارہ شروع کرے۔ اگر عطیہ کو اس نوعیت کی کئی شرائط کے ساتھ ہیج کیا گیا تھا، تو اسے مطلق نہیں کہا جاسکتا، اس کے علاوہ، یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ گرانٹ پر نشان کن قیمت پر دی گئی تھی۔ ان حالات میں، جو اب دہندگان کی طرف سے شروع کی گئی کارروائی کو حد سے روکا نہیں جاسکتا یا کیا اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے منفی قبضے کی درخواست کو برقرار رکھنا ممکن ہے۔

اس نظریے میں، یہ قرار دیا گیا کہ زیر بحث زمین کا حق درخواست کنندگان کو مکمل طور پر نہیں دیا گیا ہے۔ ریاست کے خلاف منفی قبضے کے ذریعے ان کا لقب ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ سے 30 سال سے زیادہ کی مدت کے لیے تھا۔ درخواست کنندگان منفی قبضے کے اپنے دعوے کو ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ اس نتیجے کو ڈویژن پنچ نے اپنے فیصلے کے پیرا گراف 3 میں اس طرح برقرار رکھا:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ جب زمین کی گرانٹ دی جاتی ہے، تو اس کی مدت کے لحاظ سے، زمین مکمل حق کے ساتھ عطیہ لینے والے کے پاس جاسکتی ہے، لیکن اگر عطیہ کی شرائط خود کچھ ایسی شرائط بیان کرتی ہیں جو اس زمین کے حوالے سے دستیاب حقوق کو محدود کرتی ہیں جو دی گئی تھی، تو اپیل گزاروں کے فاضل وکیل کی طرف سے خطاب کردہ ٹھیک ٹھیک دلائل اہمیت میں دھندلا پڑ جائیں گے کیونکہ تسلیم شدہ طور پر ٹائٹل عطیہ کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں زمین کی بحالی کے ساتھ جکڑا ہوا ہے اور اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ عطیہ اس سے بہتر حق نہیں دے سکتا جو اسے خریدنا تھا۔ اور اس عنوان پر یا تو کسی خاص مدت کے لیے یا آنے والی تمام مدت کے لیے غیر علیحدگی کا بوجھ ہے۔ اگر ان توضیحات برعکس کوئی فروخت کی جاتی ہے، تو یہ حکام کو زیر بحث زمینوں کو دوبارہ شروع کرنے کے قابل بنائے گی۔ اس طرح، عطیہ کی شرائط کو خود مطلق حق نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس طرح کا حق لازمی طور پر زمینوں کو الگ کرنے کی صلاحیت یا طاقت کو کم کر دیتا ہے۔ لہذا، ان مختلف فیصلوں کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے جن پر اپیل گزاروں کے وکیل نے اس سلسلے میں انحصار کیا تھا کیونکہ اس پہلو پر غور کرنے کے لیے اوپر بیان قابل فیصلوں میں بہت کم غور کیا گیا تھا۔ جس سیاق و سباق میں ان توضیحات تشریح کی گئی تھی وہ صرف سادہ عطیہ کے معاملات تھے جو قانون سازی کے ذریعے بغیر کسی رکاوٹ کے تھے جیسا کہ اس وقت ہمارا تعلق ہے۔ ایسے معاملات میں جو حقوق آئیں گے یا پیدا ہوں گے وہ بالکل مختلف ہیں۔ ایکٹ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ایسی زمین کی گرانٹ کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایکٹ سے پہلے یا اس کے آغاز سے پہلے کی گئی زمین کی کوئی منتقلی یا گرانٹ کا عدم ہوگی اور

ایسی زمین میں کوئی حق، حق یا سود نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس طرح کی منتقلی کے ذریعے کبھی بتایا گیا سمجھا جائے گا۔ جب ایک توضیحات واضح طور پر اس طرح کے لین دین کو یہ دلیل دینے کے لیے ختم کرنے کی وضاحت کرتی ہیں کہ متعلقہ فریقین کے پاس اس سلسلے میں مکمل طور پر واضح حق تھا تو اس کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔ 5. فاضل وکیل نے پیش کیا کہ آئی ایل آر (1994) کار (1839) ایس سی کے ٹی جے گوڈا بمقابلہ ڈپٹی کمشنر میں فیصلے کے پیش نظر اس بات کا تعین کرنے کے مقصد کے لیے کہ آیا حد کی مدت 12 سال ہے یا 30 سال، ہر معاملے کی جانچ اس کی خوبیوں پر کی جانی چاہیے اور اگر عطیہ مطلق شرائط میں دی قابل ہوتی تو زمین منتقلی میں ہوتی اور وہ منفی قبضے کے اصولوں کے ذریعے اپنے حق کو مکمل کرتا۔ لیکن، بعد میں، عدالت عظمیٰ نے آر چند یو رپا اور دیگر بمقابلہ ریاست کرناٹک اور دیگر، (1995) 7 بے ٹی 93 ایس سی۔ کے بعد کے فیصلے میں وضاحت کی ہے کہ منفی قبضے کا دعویٰ کرنے میں کچھ درخواستیں کرنی پڑتی ہیں جیسے کہ جب موجودہ معاملے میں کوئی مشتق عنوان ہو، اگر اپیل کنندگان ریاست کے خلاف منفی قبضے کی استدعا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو انہیں اپنے حق سے انکار کرنا چاہیے اور ریاست کے علم میں اس دشمنانہ دعوے کی استدعا کرنی چاہیے اور یہ کہ ریاست نے مقررہ مدت کے اندر کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ یہ صرف ان حالات میں ہے کہ اپیل کنندگان کا قبضہ منفی ہو جائے گا۔ موجودہ معاملے میں اس سلسلے میں کوئی مواد موجود نہیں ہے۔ لہذا، ہمارا خیال ہے کہ اپیل گزاروں کی جانب سے پیش کردہ کسی بھی دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔"

یہاں، موجودہ معاملے میں، جب علیحدگی مکمل طور پر ممنوع ہے، علیحدگی کے لیے اجازت حاصل کرنے کا سوال بالکل بھی واضح نہیں ہے۔ جب قانون کے تحت متعلقہ مدت کے دوران علیحدگی کو بالکل بھی متاثر نہیں کیا جاسکتا، تو اجنبی کے لیے اسے الگ کرنا ناممکن تھا۔ اس طرح اجنبی کوئی ٹٹل حاصل نہیں کرے گا۔ اگر زمینوں پر بالکل بھی قبضہ ہے، تو وہ ریاست کے حوالے سے نہیں بلکہ اجنبی کے لیے بھی ایسا ہی مخالف ہے۔ یہ وہ موقف تھا جس پر عدالت عظمیٰ نے چند یو رپا کے معاملے کے ساتھ ساتھ دیوانی اپیل نمبر 11933/1996 پایا بمقابلہ ریاست کرناٹک اور دیگر میں غور کیا تھا۔ پایا کے معاملے میں عدالت عظمیٰ قانون سازی کے دائرہ کار کو دیکھا اور پایا کہ اسے آئین کی تمہید کے لحاظ سے نافذ کیا گیا ہے تاکہ درج فہرست ذاتوں/درج فہرست قبائل اور معاشرے کے دیگر کمزور طبقات کو معاشی انصاف فراہم کیا جاسکے اور آئین کے آرٹیکل 46 کے لحاظ سے ان کے استحصال کو روکا جاسکے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 39 (بی) کے تحت، ریاست کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ موجودہ صورت میں اپنی بڑی رقم کو عوامی بھلائی کے لیے زمین تقسیم کرے۔ زمین کی تفویض اس مقصد کو آگے بڑھانے کے لیے کی گئی ہے، اس کی خلاف ورزی میں کوئی بھی



علیحدگی نہ صرف آئینی پالیسی کی خلاف ورزی ہوگی بلکہ کنٹریکٹ ایکٹ کے دفعہ 23 کے تحت عوامی پالیسی کی بھی مخالفت کرے گی۔ لہذا، عدالت عظمیٰ نے نشاندہی کی کہ گرانٹ کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کی گئی کوئی بھی علیحدگی کا عدم ہے اور اجنبی کو اس کے تحت کوئی جائز ٹنٹل یا سوڈ نہیں ملتا ہے۔ پاپیا کے معاملے میں دلیل تھی کہ غیر ملکی نے ایکٹ کے نافذ ہونے سے بہت پہلے 1958 میں فروخت کے ذریعے زمین حاصل کی تھی اور اس طرح اس نے منفی قبضے سے اپنے حق کو مکمل کیا تھا۔ عدالت عظمیٰ چند یوپیپا کے معاملے میں فیصلے کا نوٹس لیتے ہوئے، جس کی ہم پہلے ہی تائید کر چکے ہیں، فیصلہ دیا ہے کہ اس طرح دلیل کو بالکل بھی قبول نہیں کیا جاسکتا۔ کے ٹی بیچے گوڈا کے معاملے میں طے شدہ تناسب کی روشنی میں بھی فرق کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس میں نہ تو یہ سوال اٹھایا گیا تھا اور نہ ہی اس پر غور کیا گیا تھا اور اس عدالت کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ بیچنے والے کے خلاف معاندانہ ملکیت کے سوال کی جانچ کرے، لیکن ریاست کے خلاف نہیں۔ اگر خریدار گھوڑے کے ٹائٹل پر اپنے حق میں قابض رہتا ہے، تو لازمی طور پر اسے اس تاریخ کی استدعا اور ثابت کرنا ہوگا جس سے اس نے لقب سے انکار کیا اور ریاست کے خلاف ملکیت کا دعویٰ کیا اور اپنے قبضے کو حقیقی مالک کے علم میں مکمل کیا۔، ریاست۔ اس طرح کی درخواست نہ لی گئی ہو یا اس پر بحث نہ کی گئی ہو اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی ثبوت پیش کیا گیا ہو، اس مرحلے پر ریاست کے خلاف معاندانہ ملکیت کی درخواست کو بالکل بھی قبول نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا، منفی قبضے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اور اس بات کا جائزہ لینا کہ آیا وہ 30 سال یا 12 سال سے قبضے میں ہے، اس معاملے میں کوئی مطابقت نہیں رکھے گا۔ معاملے کے اس نقطہ نظر میں، ہمیں مذکورہ دلیل میں کوئی طاقت نہیں ملتی ہے۔"

معاندانہ ملکیت کی درخواست ثابت نہیں ہوئی ہے۔ حقیقت پسندانہ پہلوؤں پر اس عدالت کی طرف سے مقرر کردہ قانون پر تفصیلی غور و فکر کے بعد اتفاق رائے کے نتیجے کے پیش نظر، ہماری رائے میں، قانون کا کوئی ٹھوس سوال پیدا نہیں ہوتا ہے جو متنازعہ فیصلے میں مداخلت کی ضمانت دیتا ہے۔

اس کے مطابق دیوانی اپیل کو خارج کر دیا جاتا ہے۔

ٹی۔ این۔ اے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔